Historical & Miraculous Proof of Resurrection of Christ.

خداوند مسیح کے جی اُٹھنے

کا

تواریخی و معجزانہ ثبوت

مصنفہ

پادری جے۔ مکلین صاحب مرحوم

سابق ٹیچر ہندو و محمدی مذاہب سہارنپور سیمنری

ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ لاہور

قیمت ۶ پائی

۱۹۲۷ء

بار دوم ۲۰۰۰

تمہید

خداوند مسیح کا جی اُٹھنا اس کے تمام معجزوں میں سے جو اُس نے اپنی زندگی میں دکھائے ایک نہایت اعلیٰ معجزہ ہے اور اس کے تمام معجزوں کی صداقت پر ایک مُہر ہے۔ مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ اس کے جی اُٹھنے کے ثبوت میں تواریخی و معجزانہ دلائل پر مبنی ہے اس لئے نفسِ معجزہ پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں۔

مخالفین معجزہ اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ معجزہ قوانین فطرت کے خلاف ہے یا یہ کہ ہمارے تجربہ کے جو ہم روزمرّہ قوانین فطرت کی نسبت کرتے ہیں خلاف ہے۔ بیشک قوانین فطرت میں یکسانی نظر آتی ہے۔ اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن یہ قوانینِ فطرت کی یکسانی بعض حالتوں میں کسی اعلیٰ غرض کے لئے تبدیلی کی صورت اختیار کرتی ہے۔ مثلاً۔

(۱) زہر کا کھانا انسان کے لئے مضر ہے۔ بلکہ ہلاکت بھی اس کا اثر اور نتیجہ ہے مگر بعض حالتوں میں وہی زہر مفید ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ متعدد ادویات زہریلی ہیں اور انسان کی تبدیل شدہ حالتمیں وہی زہر مفید ثابت ہوتے ہیں۔ انسان کے لئے خوراک اسکی زندگی کا باعث ہے مگر وہی خوراک بیماری کی حالتمیں مضر ہو جاتی ہے۔ اِن مثالوں سے ظاہر ہے کہ قانون فطرت کے طریقوں میں حالات تبدیل ہونے پر قانون فطرت کا طریقہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

(۲) موجودہ زمانہ میں اکثر بیماریوں کو روکنے اور نیز اُن کے شفا دینے میں اُنہی بیماریوں کا زہر جسم میں داخل کیا جاتا ہے جو معمولی طریقہ فطرت کے خلاف ہے وہی زہر انسان کی تبدیل شدہ حالت میں مفید ثابت ہوتا ہے پس فطرت کے بانی کی نگاہ میں انسان کے فائدہ کی غرض سے اگر فطرت کے معمولی قاعدہ میں کوئی تبدیلی کی جائے تو کیا ہرج واقع ہو گا؟

(۳) دنیا کا کل نظام اور اُسکے قوانین انسان کے فائدہ کیلئے قائم کئے اور بنائے گئے ہیں۔ اور اگر انسان کے اعلےٰ فائدہ کیلئے وہ دنیاوی قانون کسی وقت معطّل کیا جائے تو کیا نقص لازم آتا ہے؟ بلکہ اگر دنیاوی قوانین فطرت میں کوئی ایسا تعطل اور تبدیلی نہ کی جاسکے تو بانی قانون کا نقص قدرت اور محبت کی کمی ظاہر ہو گی۔ ہاں ہمارے معترض یہ کہیں گے کہ ہمارے تجربہ کے خلاف ہے۔ یا یہ بھی کہدیں کہ خدا ایسا کر ہی نہیں سکتا تو ہم اپنے معترض سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا انسان کے تجربوں میں روز بروز حیرت افزا باتیں وقوع میں نہیں نظر آتی ہیں؟ مثلاً فونوگراف یا وائرلیس ٹیلی گرافی (بے تار آلہ خبر رسانی) یا کل کے ذریعہ سے مرغی کے انڈوں سے بچوں کا نکل آنا وغیرہ۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس قسم کے تجربے اب سے پچاس برس قبل دنیا کے لوگوں کے تجربے میں آئے تھے۔ بلکہ اگر علم اسی طور پر ترقی کرتا ہے اور دنیا کچھ عرصہ تک قائم رہے تو معلوم نہیں کہ ہم کو ان سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز کس قدر تجربے ہوں۔ جن کو ہمارے باپ دادے ضرور یہ کہنے کیلئے تیار ہوتے کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہ بالکل عقل اور تجربہ کے خلاف ہے پس اگر انسان کے علم و عقل کی ترقی نے تعجب انگیز کام کئے ہیں تو انسان کے خالق اور فطرت کے بانی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ایسا کر نہیں سکتا کیا کفر کے برابر نہیں ٹھہریگا؟ اب ہم اپنے خاص مضمون کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

(۱) خداوند مسیح کی موت جو کفارہ کی حیثیت سے واقع ہوئی وہ پاک کلام یعنی بائبل کا مغز اور کل قدیم انبیا کی پیشین گوئیوں اور تعلیمات کا مرکز ہے۔ اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو مسیح کی موت صرف بے مطلب ہی نہیں ٹھہرتی بلکہ خدا ظالم اور بیدرد معلوم ہوتا ہے۔ اور کفارہ ناقص و ناتمام اور ہماری امید موہوم ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ مسیح کا جی اُٹھنا اسکے کفارہ کے کام پر خدا کی مرضی کے اظہار کی مُہر ہے۔ پس ہماری پہلی دلیل کفارہ کی ذات و خاصیت پر مبنی ہے اور وہ یہ طلب کرتی ہے کہ مسیح کفارہ دینے کے بعد مُردوں میں سے جی اٹھا۔ چنانچہ ذیل کی آیات ہماری دلیل کا ثبوت ہیں ۱ قرنتی ۱۵/۱۴ "اور اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو ہماری منادی عبث ہے

اور تمہارا ایمان بھی عبث"۔ ۱۷۔ آیت اگر مسیح نہیں اُٹھا تو تمہارا ایمان بیفائدہ ہے تم ابتک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو"۔ ا کرنتی ۱۵/۳،۴ جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ "مسیح ہمارے گناہوں کے واسطے مؤا اور گاڑا گیا اور تیسرے دن کتابوں کے موافق جی اُٹھا۔ پھر رومیوں ۱/۴ "مگر قدوسی کی روح کی نسبت قدرت کیساتھ اسکے جی اُٹھنے ہی سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا"۔

(۲) مسیح کی موت شہیدانہ موت نہ تھی اور نہ وہ اپنے کسی گناہ کے باعث مصلوب ہوا۔ پس لازم آتا ہے کہ اسکی موت کفارہ کے طور پر اوروں کے گناہوں کیلئے ہوئی۔ اور اگر کفارہ کی حیثیت سے وہ مصلوب ہوا تو ہماری پہلی دلیل کے مطابق اسکا جی اُٹھنا ضرور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ا خط یوحنا ۴/۱۰ "اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کیلئے اپنے بیٹے کو بھیجا"۔ پھر خط رومیوں ۵/۸و۹۔

(۳) پرانے عہدنامہ کی پیشین گویاں جن میں مسیح کی ابدی سلطنت اور نیز اسکے جی اُٹھنے کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ دانیل ۷/۱۴ میں لکھا ہے "اور تسلط اور حشمت اور سلطنت اسے دی گئی کہ سب قومیں اور اُمتیں اور مختلف زبانیں بولنے والے اسکی خدمتگذاری کریں۔ اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہیگی اور اسکی مملکت ایسی جو زائل نہ ہوگی"۔ [illegible] پھر زبور ۱۶/۱۰ کہ "تو میری جان کو قبر میں نہ رہنے دیگا اور تو اپنے قدوس کو سڑنے نہ دیگا"۔

(۴) خداوند مسیح کی اپنی شہادت کہ "مَیں مارا جاؤنگا اور پھر جی اُٹھونگا"۔ اسکی شہادت کی وقعت مندرجہ ذیل امور سے ثابت ہوتی ہے (الف) کہ وہ راست گو تھا جس نے خود فرمایا کہ "آسمان و زمین ٹل جائیں مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔ چنانچہ لکھا ہے متی ۱۶/۲۱ "ضرور ہے کہ میں یروشلیم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں سے بہت دُکھ اُٹھاؤں اور مارا جاؤں اور تیسرے دن جی اُٹھوں"۔ پھر لوقا ۲۴/۲۶ (ب) جب وہ خود اوروں کو اپنی قدرت سے جلاتا تھا تو کیوں آپ کو نہ جلا سکتا؟ (د) اس کی تمام عجیب پاکیزہ و معجزانہ زندگی اسکے دعووں کی صداقت کی تائید کرتی ہے۔

(۵) اگر مسیح کا یہ کہنا راست ٹھہرا کہ "میں مارا جاؤنگا" تو یہ کہنا بھی ضرور سچ ہونا چاہیئے

کہ "مَیں جی اُٹھونگا"۔ دیکھو متی کی انجیل ۲۰/۱۷تا۱۹ ان میں اس نے اپنے مارے جانے اور جی اُٹھنے کا پہلے سے بطور پیشین گوئی کے ذکر کیا۔

(۶) اس کا اپنے شاگردوں کیساتھ یہ وعدہ کرنا کہ میں تم پر روح پاک نازل کرونگا۔ اور اس روح القدس کا حواریوں پر وعدہ کے مطابق نازل ہوکر بڑے بڑے معجزے کرنیکی قدرت بخشنا اور اس وقت سے لیکر ہر زمانہ میں ایمانداروں پر نازل ہوکر تسلی۔ ہدایت و گواہی دینا اسکے جی اُٹھنے کی دلیل ہے اسلئے کہ اگر وہ مرکر جی نہ اُٹھتا تو روح القدس بھیجنے کی نسبت اسکا وعدہ بھی راست نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ چونکہ وہ جی اُٹھا تھا اسلئے اپنے وعدہ کو پورا کرسکا چنانچہ اسکا وعدہ یوحنا ۱۴/۲۶ میں صاف طور پر مذکور ہے۔ "لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائیگا" اور یوحنا ۱۵/۲۶ پھر یوحنا ۱۶/۱۳ یہ وعدہ اعمال ۲/۳۲و۳۳ میں پورا ہوا۔ "پس خدا کے دہنے ہاتھ بلند ہوکر اور باپ سے روح القدس کا وعدہ پاکر اس نے جواب تم دیکھتے ہو اور سنتے ہو ڈالا"۔ پھر اعمال ۲/۴ آیت میں لکھا ہے اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جسطرح روح نے بولنے کی طاقت بخشی۔

(۷) بارہ رسولوں اور ابتدائی زمانہ کی کلیسیا کی شہادت کہ مسیح جی اُٹھا ذیل کی وجوہ پر غور کرنے سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے (الف) اس شہادت کے دینے سے کہ مسیح جی اُٹھا ہے رسولوں اور ابتدائی زمانہ کے مسیحیوں کو اپنی جان و مال کا نقصان اُٹھانا پڑا۔ اگر سچ مچ مسیح جی نہیں اُٹھا تھا اور رسولوں اور دیگر مسیحیوں نے اسکو جی اُٹھے ہوئے نہیں دیکھا تھا تو کیا وہ دھوکا باز مسیح کیلئے اپنی جان مال کا نقصان اُٹھانے کیلئے تیار ہوتے؟ اور خصوصاً اس حالت میں جبکہ کوئی ان کا مددگار دنیا میں موجود نہ تھا۔ اور تمام قومیں اور بادشاہ ان کے مخالف تھے (ب) اس شہادت کے سبب انہوں نے دور دراز ملکوں کا سفر اختیار کیا اور اپنی جان کو خطروں میں ڈالا۔ اور جب وہ مختلف ملکوں میں یہ شہادت دیتے تھے تو لوگ اُن

کی مخالفت کر کے ان کو ستاتے بلکہ قتل بھی کر ڈالتے تھے علاوہ اسکے راہ اور سمندر کے خطرے و نیز کسی قسم کا انتظام ان کی خوراک۔ پوشاک و سفر کا خرچ مقرر نہ کیا گیا تھا۔ ان مشکلات کے باوجود ابتدائی کلیسیا اور رسولوں نے پچاس برس کے اندر ایشیا کے بڑے بڑے حصوں اور یورپ و افریقہ میں کلام کی بشارت دی۔ (ج) خداوند مسیح کے مصلوب ہوجانے پر اکثر مسیحی بلکہ رسولوں تک مسیح کو چھوڑ کر قریبًا ناامید ہو بیٹھے تھے۔ پس اگر اُنہوں نے مسیح کو زندہ نہ دیکھا تھا تو ان میں ان مذکورہ بالا مصیبتوں۔ ایذاؤں و خطروں کے درمیان از سرِ نو ہمت و دلیری و ایمان کی فتحمندی کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوئی؟ یہ بھی لحاظ رہے کہ ایسے اشخاص نہ تو خود فریب خوردہ ہو سکتے ہیں اور نہ اوروں کو فریب دے سکتے ہیں۔

(۸) جبکہ رسول اور مسیحی اس امر کو سناتے تھے کہ ان کا خداوند اور اُستاد مصلوب ہو کر مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تھا تو یہودی مسیح کی لاش کو قبر سے نکالکر حواریوں اور کلیسیا کا منہ کر دیتے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ اسکے شاگرد اسکی لاش کو قبر سے چُرا کر نکال لیگئے تھے اور اسلئے اسکی لاش قبر میں موجود نہ تھی تو جواب یہ ہے (۱) کہ قبر پر ستر رومی سپاہیوں کا پہرہ تھا اور سو جانے کی حالت میں اُن کی سزا موت تھی۔ پس لاش کا چرانا غیر ممکن تھا (۲) چاندنی رات تھی چھپ کر جانا بھی غیر ممکن تھا (۳) جبکہ رسول ڈر کے باعث مسیح کو صلیب کے وقت چھوڑ کر چلے گئے تھے تو ان میں یہ جرأت کیونکر ہو سکتی تھی کہ وہ لاش کے چرانے کی ہمت کرتے؟ اور خصوصًا ستر رومی سپاہیوں کے ہوتے ہوئے جو قبر پر لاش کا پہرہ دے رہے تھے لاش کو چرانے کی ہمت کرتے؟ (۴) بفرضِ محال اگر لاش کو کسی طرح سے چُرا بھی لاتے تو کیا مُردہ لاش سے ان میں ایمان اور ہمت پیدا ہو سکتی تھی؟ اور اس صورت میں کہ وہ مسیح کو جھوٹا اور فریبی جانتے کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں جی اُٹھونگا پر نہ اُٹھا تو کیا یہ ممکن تھا کہ وہ جھوٹے مسیح کیخاطر نہ صرف اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈالتے بلکہ مرنے کو تیار رہتے؟ اور ہزاروں لاکھوں اس ایمان کی خاطر مارے بھی گئے۔ پیلی صاحب کی کتاب مسمی بہ مسیحی دین کی شہادت (انگریزی*) کا باب دوسرا

* Paley's Evidences of Christianity.

صفحہ ۴۹ سے ۵۴ تک ملاحظہ فرمائیے

(۹) اُس زمانہ کے لوگوں کا خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کی شہادت سُنکر اس امر کی مخالفت نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ جی اُٹھا۔ اور مخالفوں کو جرأت نہ تھی کہ وہ رسولوں کی شہادت کو جو مسیح کے جی اُٹھنے کی نسبت دیتے تھے جھٹلا سکیں۔ مخالفوں نے رسولوں اور مسیحیوں کے خلاف مختلف الزام لگائے مگر یہ الزام نہ لگایا کہ مسیحی اور رسول خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کی نسبت جھوٹی گواہی دیتے ہیں (رسولوں کے اعمال ۴: ۱-۳۰) نیز مسیحی مذہب کے خلاف مخالفوں کی قدیم تصانیف میں بھی مسیح کے جی اُٹھنے کی نسبت کوئی الزام نہیں پایا جاتا۔

(۱۰) اس زمانہ سے آجتک کلیسیا یعنی مسیحی جماعت میں مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کی یادگاری کی رسم مانی جاتی ہے۔ اور وہ عشاء ربانی ہے جسمیں اسکے مصلوب ہونے اور مارے جانے کی یادگاری کیجاتی ہے اور پھر ایسٹر سنڈے کی عید و رسم بالخصوص خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کی یادگار ہے جسکو ابتدا سے مسیحی جماعت آجتک مانتی چلی آ رہی ہے۔ اگر آپ رسولوں کے اعمال کی کتاب و دیگر خطوط جو رسولوں نے مختلف مسیحی جماعتوں کو لکھے مطالعہ کریں تو آپ پر صاف طور پر واضح ہو جائیگا کہ اس زمانہ کی ابتدائی مسیحی جماعتیں مسیح کے جی اُٹھنے کے دن خاص عبادتیں کیا کرتی تھیں۔

(۱۱) ساؤلوس نامی یہودی عالم جو اپنے مذہب کا نہایت سرگرم اور غیر تمند شخص تھا اور جس نے مسیحیوں کے ستانے اور قتل کرانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا۔ اس نے رویت میں خداوند مسیح کو زندہ دیکھا اور اُسوقت سے وہ مسیحی ہو گیا اور مسیح کیخاطر ہر قسم کا دکھ و مصیبت اُٹھاتا رہا اور آخر شہید ہُوا۔ اگر اس نے خداوند مسیح کو زندہ اور جی اُٹھے ہوئے نہیں دیکھا تھا تو اسکا مسیحی ہونا اور ہر طرح کی مصیبتیں اُٹھانا اور آخر کو اسی ایمان کیخاطر جان دیدینا ایک نہایت خواور بے معنی فعل تھا۔

(۱۲) مسیحی مذہب کی ترقی اس زمانہ کے بادشاہوں اور قوموں کی مخالفت کے باوجود جو اس ارادہ سے کیجاتی تھی کہ مسیحی مذہب اور اسکے پیرؤوں کو دُنیا سے نیست کر دیا جائے مسیح کے جی

اُٹھنے کا خاص ثبوت ہے۔ چنانچہ مسیحیوں کو بت پرست بادشاہوں نے ساڑھے تین سو برس تک ستایا۔ قتل کیا۔ آگ سے جلایا۔ جلتے ہوئے تیل میں ڈالا۔ شیروں اور درندوں سے پھڑوایا جائدادیں ضبط کریں جورو کو شوہر کے روبرو قتل کیا۔ اور شوہر کو جورو کے روبرو۔ بیٹوں اور بیٹیوں کو ماں اور باپ کے روبرو قتل کیا۔ یا درندوں کے روبرو ڈالدیا کہ پھاڑ جائیں۔ غرضیکہ روم کے بادشاہ قسطنطین کے مسیحی ہونیکے دن تک سخت اذیتوں اور سختیوں سے مارا اور ستایا۔ چنانچہ یہ مثل مشہور ہوئی کہ شہیدوں کا خون کلیسیا کی بنیاد ہے پس کون اس بات کو قبول کرنے سے انکار کریگا کہ مسیحی مذہب اور اسکے ماننے والوں کا ان سخت امتحانوں اور اذیتوں میں قائم رہنا۔ اور باوجود ان سخت تکلیفوں اور مصیبتوں کے مسیحی مذہب کا ترقی کرتے جانا اس امر کا ثبوت ہے کہ اسکا بانی زندہ ہے۔

(۳) مسیحی مذہب کا عرصہ ڈیڑھ سو برس میں قریباً تمام یورپ اور افریقہ و ایشیا کے بڑے بڑے ملکوں میں پھیل جانا مسیح کے جی اُٹھنے کا ثبوت ہے مندرجہ ذیل امور پر لحاظ کرنے پر یہ امر صاف ظاہر ہوتا ہے

(الف) حواریوں اور ابتدائی زمانہ کے مسیحیوں کو معجزانہ قدرت حاصل تھی ورنہ مسیحی مذہب مذکورۂ بالا اذیتوں اور مخالفتوں کی حالت میں اسقدر جلد دنیا کے بڑے بڑے حصوں میں کامیاب نہ ہو سکتا اگر مسیح زندہ ہو کر انکو یہ بڑی قدرت عطا نہ کرتا اور یہ معجزانہ قدرت انکو حاصل نہ ہو سکتی۔ چنانچہ خداوند مسیح نے یوحنا کی انجیل ۱۴-۱۲ میں معجزہ کرنے کا رسولوں سے وعدہ کیا "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کریگا"۔ اسکے علاوہ اور مقاموں میں بھی معجزہ کرنیکا وعدہ کیا گیا ہے اور یہ وعدہ رسولوں کے اعمال کی کتاب کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورا ہوا۔

(ب) رسولوں اور دیگر مسیحی واعظوں کو مختلف زبانیں معجزانہ طور پر حاصل ہوئیں ورنہ وہ کم علم ہو کر مختلف زبانوں اور ملکوں میں منادی نہ کر سکتے۔ اگر مسیح جی نہیں اُٹھا اور اُسکے وعدہ کے مطابق ان پر روح القدس نازل نہیں ہوا تو مختلف زبانوں کے بولنے کی قدرت جس سے مختلف ملکوں میں دکلام سنا سکیں ان کو کہاں سے حاصل ہوئی؟ اگر آپ

ﮧ دیکھو کتاب بنام شکست میں فتح مصنفہ مسٹر کے۔ خیر اللہ صاحبہ۔

رسولوں کے اعمال کے باب دوم کو پڑھیں تو ظاہر ہوگا کہ روح القدس رسولوں اور مسیحیوں پر نازل ہوا اور وہ مختلف زبانیں بولنے لگے۔

(۱۴) یہودی مشہور و معروف مورخ جوسیفس کی شہادت۔ اس مشہور مصنف کی تواریخ کو اصل زبان سے مسمی ولیم وہسٹن۔ ایم۔ اے۔ پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی نے ترجمہ کیا اور جابجا نہایت اعلےٰ نوٹ درج کئے ہیں چنانچہ ذیل کی شہادت اس کتاب کے صفحہ ۵ سے ماخوذ ہے اور وہ یہ ہے "مسیح مارا گیا اور جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا جیسا کہ پیشین گوئیوں کے وسیلہ سے اسکا واقعہ ہونا بیان کیا گیا ہے" مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ مسیح صلیب پر کفارہ کی حیثیت سے جان دیکر پھر تیسرے دن زندہ ہو گیا۔ اور اسکا زندہ ہو جانا نہ صرف اس امر کا ثبوت ہے کہ اسکا کفارہ دینا خدا کے نزدیک مقبول ٹھہرا بلکہ تمام جہان کے مذاہب کے بانیوں پر اس کو فضیلت عطا کرے اور اس امر کی قطعی شہادت ٹھہرے کہ وہ دنیا کا واحد نجات دہندہ ہے۔ اور اپنے ایمانداروں کی مدد کیلئے ہمیشہ زندہ ہے پس ضرور ہے کہ آپ ایسے نجات دہندہ کو قبول کریں۔ (۲) خداوند مسیح کا مارا جانا اور جی اُٹھنا پاک کلام کے تمام نوشتوں یعنی توریت۔ زبور و صحفِ انبیا کا مرکز اور ان کی علّتِ غائی ہے۔ اور ان سب کی تکمیل انجیل مقدس میں خداوند مسیح کے دنیا میں مجسم ہو کر آنے۔ کفارہ دینے اور پھر جی اُٹھنے میں ہوئی۔ پس اگر نجات کسی اور طریقہ اور خصوصاً اعمال سے ممکن ہوتی تو وہ کفارہ نہ ہوتا۔ اور یہ ایک حقیقی واقعہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا انکار تمام تواریخی شہادت اور پاک کلام کے نوشتوں سے انکار کرنا ہوگا۔ پس خداوند مسیح کے کفارہ اور جی اُٹھنے پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ اور اسکو رد کرنا خدا کے تمام کلام کو رد کرنا ہے اور اسلئے نہایت خطرناک ہے (۳) یہ بھی خیال ہے کہ اگرچہ گنہگار خداوند مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے بغیر اعمال کے نجات پاتا ہے جسکو خدا نے اپنے بڑے فضل و رحمت سے مقرر کیا ہے تاہم مسیحی نیک کام کرنا اور گناہ پر

غالب آنا نہایت ضروری جانتے ہیں نہ اسلئے کہ ان سے نجات حاصل ہوگی لیکن نجات پاکر خدا کی بیحد محبت وشفقت اور خداوند مسیح کی بے پایاں رحمت وفضل کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایماندار بھی اس بڑی محبت کو دیکھکر خود ہی محبت وشکر گذاری کے طور پر نیکی کرنا اور اسکے حکموں کو بجالانا اپنی زندگی کی خوشی اور سعادت جانتا ہے۔ نجات یافتہ ہونے کے قبل وہ شریعت کا بجالانا محض خوف سے یا بدلہ پانے کی غرض سے عمل میں لاتا تھا جو گنہگار انسان کیلئے ایک بوجھ تھا۔ اور بدلہ اور نجات پانے کی امید کے باوجود شریعت کی بجاآوری میں قاصر رہتا تھا۔ مگر اب خدا کے فضل اور بیحد رحمت کو دیکھ کر جو گنہگار انسان کو مفت نجات دینے میں ظاہر ہوتی ہے وہ محبت واحسان کی راہ سے شریعت کو خوشی و دل سے بجالاتا ہے۔ پس شریعت کی بجاآوری دونوں حالتوں میں قائم رہتی ہے لیکن مقصد میں فرق ہو جاتا ہے۔ ایک میں شریعت کی بجاآوری سے فرض کو ادا کرنا اور بدلہ پانا مطلوب ہے اور دوسری میں محبت کی راہ سے خدا کے بڑے احسان وشکر گذاری میں شریعت کا بجالانا مقصود ہے پس اے ناظرین کیا آپ اس محبت کے احسان و ہمدردی کو قابل قدر سمجھکر خداوند مسیح کی پیروی نہ کرینگے۔ جو آپ کیلئے مارا گیا اور جی بھی اُٹھا اور اب آپ کو اپنی راستبازی سے مفت راستباز ٹھہراتا ہے؟ اگر آپ اس کو قبول نہیں کرتے تو آپکو اپنی راستبازی اور خدا کی مفت عطا کردہ راستبازی کے درمیان فیصلہ کرنا ضرور ہے۔ اپنے نیک اعمال اور راستبازی پہ غور فرمایئے کہ وہ کسقدر نکمّی ہے۔ اور نیک کام بھی خالص پاک دل سے صادر نہیں ہوتے۔ بلکہ گناہ آلودہ دل سے۔ پس وہ نیک اعمال قابل مقبولیت نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا دل کی پاکیزگی چاہتا ہے۔ اور اسلئے ہم اپنے دل کی ناپاکی کے بھی ذمہ وار ہیں آپکی نیکیوں سے اگر بدی کا مقابلہ کیا جائے تو بدی کہیں زیادہ ہوگی پس نیکی پر نجات کا انحصار سخت غلطی ٹھہریگی۔ دوسری جانب خدا کی بخشش پر غور فرمایئے جو آپ کی لاچاری اور خطاکاری کی حالت میں خدا آپ کو دینا چاہتا ہے۔ اور یہ

بخشش خدا کی طرف سے لاچار گنہگار کے لئے اس کی مفت نجات ہے جو وہ گنہگاروں کو عطا کرنا چاہتا ہے۔ خدا کے کلام میں لکھا ہے کہ (۱) "شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا۔ اس لئے کہ شریعت کے وسیلے تو گناہ کی پہچان ہوتی ہے"۔ رومیوں ۳/۲۰۔ (۲) "سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ مگر اس کے فضل کے سبب اس مخلصی کے وسیلے سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اسے خدا نے اس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو"۔ رومیوں ۳/۲۳-۲۵۔ (۳) "اگر ہم کہیں کہ ہم بیگناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے" (یوحنا کا پہلا خط ۱/۸-۹) (۴) "مبارک ہے وہ جس کا گناہ بخشا گیا اور خطا ڈھانپی گئی۔ مبارک ہے وہ آدمی جس کے گناہوں کو خداوند حساب میں نہیں لاتا"۔ (زبور ۳۲ آئت ۱و۲)۔ (۵) "اگر تو زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مُردوں میں سے جلایا تو نجات پائیگا" (رومیوں ۱۰/۹-۱۰)

آپ اگر اپنے تئیں لاچار گنہگار جانتے ہیں تو واجب ہے کہ اُس مفت نجات کو جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلے مل سکتی ہے قبول کر کے ابدی حیات اور دائمی مسرت میں داخل ہو جائیں کیونکہ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳/۱۶)